بسم اللہ الرحمن الرحیم

عصر حاضر میں مسلمانوں کی زبوں حالی!

ادار یہ

رئیس التحریر کے قلم سے

بیسویں صدی میں حیران کن ایجادات ہوئیں ہیں۔ انسانی ترقی آسمان کی بلندیوں کو چھو رہی ہے۔ نت نئے تجربات سے دنیا کو مسخر کرنے کے ساتھ انسان نے اپنی آسائش راحت وآرام کے لیے محیر العقول اشیاء ایجاد کی ہیں۔ جس میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔ زندگی تیز تر ہوتی جارہی ہے۔ پوری دنیا سمٹ کر ایک گاؤں کی شکل اختیار کرگئی ہے۔ ذرائع مواصلات نے تمام فاصلے ختم کردیئے۔ لمحوں میں دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک رسائی حاصل ہو گئی ہے۔ سابقہ تجربات کی روشنی میں یہ پیش گوئی کی گئی کہ اکیسویں صدی انسانی ترقی میں اپنے کمال اور عروج کو پہنچ جائے گی۔ اور دنیا ایک نیا روپ دھار لے گی۔ بلاشبہ اکیسویں صدی کا آغاز ایسے ہی ہوا۔ اور خاص کر ترقی یافتہ ممالک میں معیار زندگی کو بہتر بنانے اور مزید سہولیات حاصل کرنے میں دن رات کوششیں ہورہی ہیں۔ تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے ماہرین قابل قدر ایجادات کررہے ہیں۔ اور انسانیت کی خدمت میں اپنی تمام تر صلاحیتیں لیاقتیں اور مہارتیں صرف کررہے ہیں۔ ان میں غیر مسلم ممالک پیش پیش ہیں۔

لیکن دوسری طرف جب ہم مسلم دنیا پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو شدید قلق، تکلیف اور مایوسی ہوتی ہے۔ پوری اسلامی دنیا زبوں حالی کا شکار ہے۔ اکیسویں صدی ان کے لیے ذلت پستی اور بے چارگی کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ اور دن بدن ان کی مشکلات میں اضافہ ہوتا چلا رہا ہے۔ یہ روز سیاہ کسی نے کم خود ہم نے اپنے کرتوتوں اور اعمال سے بنایا ہے۔ انڈونیشیا سے لیکر مراکش تک کوئی بھی اسلامی ملک ایسا نہیں جہاں امن وامان کی صورت حال قابل رشک ہو۔ عوام بدامنی، قتل وغارت دہشت گردی میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ خوف وہراس کی فضا میں ہمارے بچے تعلیم وتربیت پارہے ہیں۔ غربت، افلاس میں دن بدن اضافہ ہورہا ہے۔ بے روزگاری کے شکنجے نے

نوجوانوں کو مایوسی کی دلدل میں دھکیل دیا ہے۔ اشیاء کی کمیابی، کمر توڑ مہنگائی اور محدود ذرائع آمدن نے لوگوں کو بے حال کر دیا ہے۔ شکوک وشبہات اور غیر عادلانہ نظام نے اپنے ہی وطن میں اجنبی بنا دیا ہے۔ ملکی وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم نے بے چینی میں اضافہ کیا ہے۔ اسلامی دنیا لاقانونیت کی بدترین مثال پیش کر رہی ہے۔ سیاسی مخالفین سے بدترین انتقام لیا جارہا ہے۔ جیلیں مقتل گاہوں میں تبدیل ہوگئی ہیں۔

اسلامی دنیا قدرتی وسائل سے مالا مال ہیں۔ وہ کون سی نعمت ہے جوان کے ہاں میسر نہ ہو۔ تمام ضروریات زندگی وافر مقدار میں موجود ہیں۔ لیکن ان کے ثمرات سے خود محروم ہیں۔ ان کی مثال ریشم کے کیڑے کی ہے۔ جو خود اپنے بنائے جالے میں دم گھٹ کر مر جاتا ہے۔ اور لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ بالکل اسی طرح اسلامی دنیا سے دیگر اقوام خوب فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ لیکن مسلمان بے چارگی کی تصویر بنے بیٹھے ہیں۔ اسلامی دنیا کا جغرافیہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ پوری دنیا ان کی بندرگاہوں اور سمندری گزرگاہوں کی محتاج ہے۔ لیکن خود ان کے فوائد سے محروم ہیں۔

آج لیبیا، شام، عراق، یمن اور افغانستان کے حالات پر غور کریں۔ تو معلوم ہوگا ''اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے'' کے مصداق خود ہی اپنے ہاتھوں انہیں تباہ و برباد کر دیا۔ صدیوں کی تہذیب خاکستر ہو چکی۔ شہروں کے شہر صفحہ ہستی سے مٹ گئے۔ لاکھوں لوگ لقمہ اجل بن گئے۔ اور لاکھوں کی تعداد میں بے وطن ہوئے۔ اور انتہائی کسمپرسی کی حالت میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ حالیہ رپورٹ میں تشویش کا اظہار کیا گیا کہ سب سے زیادہ بے گھر اور مہاجر اسلامی دنیا میں ہیں۔ کئی کئی نسلیں خیمہ بستیوں میں پیدا ہوئیں۔ اور اگلے جہان سدھار گئیں۔ محرومیوں اور مایوسیوں میں پلنے والے یہ بچے اور جوان انتقام کی آگ میں جل رہے ہیں۔ یہ جانتے ہیں کہ ہمیں اس آگ میں دھکیلنے والے حکمران ہیں۔ ہماری مصیبتوں اور محرومیوں کا سبب امراء ہیں۔ جو اقتدار کے نشے میں ہمیں ایندھن بناتے ہیں۔ پھر یہی طبقہ بلاتفریق انتقام پر اتر آتا ہے۔ آج مسلم دنیا ایسے گروہوں سے بھری پڑی ہے۔ مختلف ناموں میں قائم تنظیمیں میدان عمل میں ہیں۔ جنہیں اغیار استعمال کرتا ہے۔ اور اپنے مفادات میں دوسرے ممالک میں بدامنی پیدا کرتا ہے۔

مسلمان جو کبھی محبت، الفت، شفقت، رحمت کی علامت تھا۔ جو امن وسلامتی کا پیامبر تھا۔ جو دوسروں کے لیے شجر سایہ دار تھا۔ جو خیر خواہی ہمدردی اور ایثار کا نمونہ تھا۔ جو علم کی روشنی سے جہالت کے اندھیروں کو بھگاتا تھا۔ جو بلا امتیاز نسل رنگ، زبان، انسانیت کی خدمت پر مامور تھا۔
لیکن آج وہی مسلمان انسانیت کے لیے آزمائش بن گیا۔ اس کا طرز عمل اس قدر بھیانک اور خوفناک ہے۔ کہ اس کی تعبیر کے لیے مناسب الفاظ نہیں ملتے۔ وحشی درندے نہیں، خون خوار بھیڑے ہرگز نہیں، چیر پھاڑ کرنے والے لکڑ بکڑ نہیں۔ بلکہ صحیح بات تو یہ ہے کہ یہ جانور بھی اگر بول سکیں تو ان کے رویوں اور طریقہ کار پر چلا اٹھیں۔

ماسخور جانور کبھی جانوروں کے بچوں کو شکار نہیں کرتا۔ بلکہ ان کی حفاظت کرتا ہے۔ لیکن یہاں ابتداء ہی بچوں کو قتل وغارت سے ہوتی ہے۔ پوری سفاکیت اور بے رحمی سے اذیت دیکر قتل کیا جاتا ہے۔ اور اس کی وڈیو بنا کر نشر کر دی جاتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عدالتیں انصاف کا خون کر رہی ہیں۔ جس کی حالیہ مثال بنگلہ دیش اور مصر ہیں۔ جہاں لاتعداد بے گناہوں کو انصاف کے تقاضے پورے کیے بغیر سزا موت سنائی جا رہی ہیں۔ اور ان پر عمل بھی ہو رہا ہے۔ کبھی عدل اسلام کا طرہ امتیاز تھا۔ غیر مسلم بھی بے خوف ہو کر عدالت میں پیش ہوتے۔ انہیں معلوم تھا۔ کہ ان عدالتوں میں حقدار کو حق مل کر رہے گا۔ ایسی بیسیوں مثالوں سے تاریخ اسلام بھری ہوئی ہے۔ لیکن آج مسلمانوں کا ہی ان عدالتوں پر اعتماد ختم ہو گیا۔ معاشرتی انصاف نہ ہونے سے قوم میں اضطراب اور بے چینی ہے۔ وہ اغیار کی طرف دیکھتے ہیں۔ اور ان کے گیت گاتے ہیں۔

شام اور عراق میں جو کچھ اب ہو رہا ہے۔ بلاشبہ اس کے ذمہ دار خود مسلمان ہیں۔ شیعہ، سنی فساد عروج پر ہے۔ ایک دوسرے کا قتل نہ صرف مباح بلکہ ثواب سمجھ کر کرتے ہیں۔ اس قتل وغارت میں لاکھوں بے گناہ لقمہ اجل بن چکے ہیں۔ اس کی ذمہ داری جہاں سیاسی قیادت پر آتی ہے۔ جنہوں نے اپنے اقتدار کی خاطر پورے شام کو مذبحہ خانہ بنا دیا ہے۔ وہاں علماء اور دانشور بھی بری نہیں۔ جو محض تماشائی بن کر رہ گئے۔ اور قوم کی قیادت اور رہنمائی نا اہل لوگوں نے سنبھال لی۔ جن کے ہاں قتل وغارت لوٹ مار، دہشت گردی ہی اس کا حل ہے۔ اور کتنے ایسے واقعات ہیں۔

جہاں پکڑے گئے مخالفین کو محض اس لیے دردناک اور اذیت ناک طریقے سے موت کے گھاٹ اتار دیا کہ وہ ان کے ہمنوا یا ہم مسلک نہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

اسلامی ممالک میں یہ صورت حال ہے۔ جہاں خود مسلمان اقتدار پر براجمان ہیں۔ اور مسلمانوں کی حرمت و عصمت کو بخوبی جانتے ہیں۔ اب وہ ممالک جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں۔ اور اقتدار میں ہندو یا بدھ مت ہیں وہاں تو مسلمان انتہائی کسمپرسی کی حالت میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ جس کا حالیہ مظاہرہ برما میں رہنے والے روہنگیا مسلمانوں کے ساتھ ہوا۔ جہاں ان کی عورتوں، بچوں اور مردوں کو پکڑ کر اذیت ناک طریقے سے قتل کیا گیا۔ انسانی اعضاء کاٹے گئے۔ بچوں کو اذیت دیکر قتل کیا گیا۔ عورتوں کی عصمت دری کی گئی۔ پھر ان کے نازک حصوں کو کاٹا گیا۔ زندہ مردوں کی کھال نوچی گئی۔ اعضاء الگ الگ کیے گئے۔ زندہ جلا دیا گیا۔ اور خود ہی اس کی فلمیں بنا کر فیس بک اور سوشل میڈیا پر لوڈ کر دی گئیں۔ تا کہ پوری دنیا کے مسلمانوں کو یہ پیغام دیا جائے کہ مسلمانوں تم لاوارث ہو۔ کوئی محمد بن قاسم تمہاری مدد کو نہ آئے گا۔

ان تمام افسوسناک واقعات کا کرب ناک پہلو یہ ہے کہ کسی بھی اسلامی حکومت نے نہ تو مذمت کی نہ ہی ان کے حق میں آواز بلند کی۔ اور نہ ہی ان کی مالی اخلاقی قانونی مدد کی۔ رسماً چند جملے کہہ دیئے۔ کہ برما انسانی حقوق کا خیال کرے۔ اور یہ بات اور زیادہ خطرناک ہے کہ ایران جس میں مذہبی طبقہ حکمرانی کر رہا ہے۔ مجال ہے کہ انہوں نے برما کے مسلمانوں کی حمایت کی ہو۔ غالباً وہ جانتے ہیں کہ یہ سنی مسلمان ہیں۔ حالانکہ یہاں مسلک سے بالاتر ہو کر محض انسانیت کے ناطے آواز اٹھانی چاہیے تھی۔ اور پوری امت مسلمہ کو یکجان اور یک زبان ہو کر ان کی حمایت کرنی چاہیے۔ تا کہ آئندہ کسی بھی غیر مسلم ریاست میں مسلمانوں کی جان مال اور آبرو کوئی پامال نہ کر سکے۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم۔۔۔ کے مصداق ہمیں خود اپنے حالات بدلنے ہونگے۔ اور اس کے لیے جدوجہد کرنا ہوگی۔ تب اللہ تعالیٰ کی نصرت کی امید کی جاسکتی ہے۔

اس لیے ہم ان سطور کے ذریعے پاکستان حکومت سے بالخصوص اور عالم اسلام کے